عشقِ اہل بیت علیہم السلام،

ادب اور تقاضے

اردو ادب اور نوحہ و منقبت خوانی میں عشقِ اہل بیت علیہم السلام،
محبت، معرفت اور اُن کے تقاضوں پر ایک نئی اور اچھوتی گفتگو

رہبر مسلمین حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای دامت برکاتہ

مترجم: سید صادق رضا تقوی

اراکینِ بزم فاطمہؑ کراچی

حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے ولادت باسعادت کے پُرمسرت موقع پر

رہبر مسلمین حضرت آیت اللہ العظمٰی خامنہ ای دامت برکاتہ

کے شعراء اکرام، نوحہ اور منقبت خوانوں سے اہم خطاب کا خلاصہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ تمام برادران کو اِس عید و خوشی اور اِس عظیم شخصیت کی ولادت باسعادت کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

حضرت فاطمہ علیہا السلام کی روحانی شخصیت؛ اسلام کا معجزہ

یہ بات خود اسلام کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام ایک مختصر سی عمر میں ایسے بلند اور عالی مقامات تک رسائی حاصل کرتی ہیں کہ " سیدۃ نساء العالمین "، سرورِ زنانِ عالمین کا خطاب پاتی ہیں یعنی پوری تاریخ کی پاک و پاکیزہ اور عظیم ترین ہستیوں سے بھی بلند مرتبہ حاصل کرتی ہیں۔ یہ کون سی قدرت ہے اور یہ انسانی باطن کو اندر سے تبدیل کرنے والی کون سی روحانی طاقت ہے کہ جو ایک انسان کو ایک مختصر سی مدت میں معرفت و عبودیت اور قداست و پاکیزگی کے بحرِ بیکراں میں تبدیل کر دے اور اُسے روحانیت و معنویت کی اوج و بلندیوں تک

پہنچادے؟! یہ بات بذاتِ خود اسلام کے معجزوں میں شمار کی جاتی ہے۔

نسلِ آئمہ علیہم السلام، حضرت فاطمہ علیہا السلام کی ایک عظیم فضیلت

اِس عظیم ہستی کی رفعتوں اور فضیلتوں میں سے ایک اِس عظیم ہستی سے اُس کی مبارک نسل کا ظاہر ہونا ہے کہ جو حضرت فاطمہ علیہا السلام کی سورہ کوثر سے تطبیق کا مصداق کامل ہے چاہے اِس کے بارے میں کوئی بھی حدیث بیان نہیں کی جاتی۔ خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُس سے تعلق رکھنے والے ایک ایک امام ہدایت پر خداوند عالم کی اتنی برکتیں! حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت زینب علیہا السلام، حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام سجاد علیہ السلام اور حضرت امام صادق علیہ السلام جیسی عظیم اور پاک و پاکیزہ ہستیوں کے وجود سے ظاہر ہونے والے انفرادی، اجتماعی، دنیوی اور اُخروی حُسن و رعنائیں، خوبصورتیوں اور دلنواز نغموں سے پورا عالم پُر ہے؛ ملاحظہ کیجئے کہ عالم معرفت و معنویت اور ہدایت کے سیدھے راستے پر اِن بزرگوار ہستیوں کے کلمات، درسوں اور اُن کی تعلیمات و معارف سے کیا شان و عظمت برپا ہے، یہ ہے حضرت فاطمہ علیہا السلام کی نسل اور اُس کی برکت!

حضرت فاطمہ علیہا السلام سے تولاّ اور محبت کی عظیم نعمت پر خداوند عالم کا شکرانہ

ہمیں چاہیے کہ ہم خداوند عالم کے بہت شکر گزار ہوں کیونکہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سے تولاّ اور دوستی و محبت ہمارے لئے ایک بہت بڑی نعمت کا درجہ رکھتی ہے۔ ہم خدا کے شکر گزار ہیں کہ ہم نے اِس عظیم ہستی کو پہچانا اور اِس کی معرفت حاصل کی؛ خداوندا تیرا شکر کہ ہم نے خود کو اِس مبارک ہستی کے لطف و عنایت کے سائے میں اِس سے متوسّل کیا ہے۔ ہم اِس بات پر بھی بارگاہِ ربّ العزت میں سجدہ ریز ہیں کہ ہم نے اِس عظیم المرتبت ہستی کے وجود کی قدر و قیمت کو جان لیا ہے، اُسی سے توسّل کیا ہے، اُسی سے معرفت کی بلندیوں کے حصول کے طالب ہیں اور ہمارے عشق و محبت کے قافلے اُسی کی طرف گامزن ہیں؛ یہ سب خداوند عالم کی بڑی بڑی نعمتیں ہیں اور ہمیں اِن کی حفاظت کرنا چاہیے۔

دین میں عقل، فلسفہ اور دلیل کا اپنا مقام ہے
اور ایمان اور جذبات و احساسات کا اپنا کردار

اِس سلسلے میں آپ نوحہ اور منقبت خواں حضرات کے کردار کے بارے میں ہم اپنی دوسری گفتگو کا آغاز کر رہے ہیں۔ اگر چہ دین کی بنیادیں عقل و عقلانیت، فلسفہ و استدلال پر قائم ہیں اور اِس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں

ہے لیکن کوئی بھی عقلی و فلسفی نظریہ اور دلیل و برہان ، قلبی ایمان و یقین اور دلی احساسات و جذبات کی آبیاری کے بغیر نہ تو نشوونما پاسکتا ہے اور نہ ہی تاریخ میں مضبوطی سے قائم رہ سکتا ہے۔ دوسرے مکاتب فکر کی نسبت آسمانی مذاہب اسی خصوصیت کے حامل ہیں ؛ آسمانی مذاہب اپنی آئیڈیالوجی ، نظریات اور فلسفوں میں دوسرے مکاتب سے یہی فرق رکھتے ہیں کہ یہ سب انسانوں کے ایمان کو اپنی طرف جذب کرتے ہیں ۔ ایمان ، علم کے علاوہ ایک بالکل مختلف چیز ہے ، ایمان نہ تو استدلال ہے اور نہ ہی فلسفہ بلکہ ایمان ایک "قلبی امر" کا نام ہے ، ایمان ، احساسات اور ہمدردی و رحم دلی کے جذبات کی جگہ ایک ہی ہے ۔ ایمان یعنی اپنا دل کسی کے حوالے کرنا اور دینا ، اس بنا پر یہاں دل کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ادیان کی پوری تاریخ میں احساسات ، ہمدردی اور رحم دلی کے جذبات نے اس طرح اپنی حفاظت کی ہے !

عقل سے کسی علمی مقولہ کا ادراک اور چیز ہے

اور دل سے اُس پر ایمان لانا ایک الگ بات !

اس بات کی طرف توجہ رکھتے ہوئے کہ فلسفوں اور نظریات کی جنگ میں کوئی فلسفہ اور نظریہ ایسا نہیں ہے کہ جو آسمانی مذاہب اور نظریہ توحید کے فلسفے خصوصاً اسلامی مدوّن فلسفہ کے سامنے جم کر کھڑا ہو سکے ؛ لیکن مسئلہ یہ نہیں ہے ؛ بہت سے ایسے افراد ہیں کہ جو اسلامی مفاہیم اور اسلامی اُصول و قوانین کو جانتے ہیں اور وہ حقائق سے بھی باخبر ہیں لیکن انہوں نے اپنے دلوں کو اِن حقیقتوں کے سپرد نہیں کیا ہے ۔

آپ کا کیا خیال ہے کہ صدرِ اسلام کے زمانے میں اُن تمام افراد نے کہ جنہوں نے حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی (ولایت کی) حقانیت کو خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی سُنا تھا ، کیا وہ ان حقائق اور فضیلتوں کو نہیں جانتے تھے ؟ جی ہاں اُن کو یقیناً اِن تمام حقائق کا علم تھا ۔ ہم نے روایات میں پڑھا ہے کہ اِن افراد نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں لب ہائے مبارک سے خود سنا تھا اور اُنہیں علم بھی تھا لیکن جو چیز اُن کے پاس نہیں تھی وہ اُس معلوم چیز پر ایمان تھا یعنی جو چیز اُنہیں معلوم تھی اُس پر ایمان اُن کے پاس نہیں تھا ؛ بالالفاظ دیگر جس چیز کا اُنہیں علم تھا اُنہوں نے اپنا دل اُس حقیقت کے حوالے نہیں کیا تھا ۔ وہ کون سی چیز ہے جو ایمان کا راستہ روکتی ہے ؟ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ایمان کی راہ میں رکاوٹ ہیں کہ جس کے بیان کیلئے ایک مفصل بحث کی ضرورت ہے ۔

روحِ ایمان کی پرورش میں نوحہ و منقبت خوان، شاعری اور ادب کا مؤثر کردار

روحِ ایمان کی پرورش کیلئے مختلف عملی میدانوں میں موجودگی، ہنر، شعروشاعری اور ادب کا کردار بہت مؤثر اور تعیین کنندہ ہوتا ہے۔ آپ اس مقام پر ایک مداح اور ذاکرِ اہل بیت علیہم السلام کا مقام و منزلت دیکھ سکتے ہیں کہ وہ لوگوں کے دلوں میں ایمان کو پیدا کرنے اور انہیں جلا دینے والا، عقیدت و محبت، مودّت اور تعلیماتِ قرآن و اہل بیت علیہم السلام کے چراغوں کو روشن کرنے والا اور پیروکاروں اور اُن کی محبوب و معصوم شخصیات کے درمیان ایک مضبوط قلبی رشتہ اور رابطہ قائم کرنے والا ہے؛ وہ ایک ایسے ہی کردار کا حامل ہے اور اُس کا یہ کردار بہت اہمیت رکھتا ہے۔

ذاکرین، نوحہ و منقبت خوان حضرات کی اہم ذمہ داری

ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مداحِ اہل بیت علیہم السلام اپنے کام کی اہمیت کا ادراک کریں اور جب انہیں اپنے اِس کام کی اہمیت معلوم ہو جائے گی تو اس اہمیت کے مقابل اُن پر ایک ذمہ داری عائد ہوگی تو وہ اس ذمہ داری کا احساس کریں گے۔ اِس ذمہ داری کا کیا مطلب ہے؟ یعنی جس چیز کے متعلق روزِ قیامت ہم سے سوال کیا جائے گا۔

فردائے قیامت کے سوال کے جواب کیلئے امام زین العابدین علیہ السلام کا ایک جملہ!

امام زین العابدین علیہ السلام کی دعائے مکارم الاخلاق میں ہم پڑھتے ہیں کہ "وَاسْتَعْمِلْنِیْ بِمَا تَسْئَلُنِیْ غَداً عَنْهُ"، دعا کے اِس جملے کا مطلب یہ ہے، "خداوندا! کل فردائے قیامت تو مجھ سے جس چیز کے متعلق سوال کرے گا تو اے میرے پروردگار اُس چیز کے بارے میں میری مدد فرما کہ جس کا جواب میں آج اپنے عمل میں تیار کروں"۔ پس آپ پر بھی ایک بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے یعنی آپ سے کل سوال کیا جائے گا۔ ہمیں چاہیے کہ ایسا کام انجام دیں کہ جو فردائے قیامت کے سوال کا جواب بھی ہو اور نجات دہندہ بھی!

ذمہ داری کی ادائیگی کیلئے تین نصیحتیں!

جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب یہ دیکھتے ہیں کہ یہ ذمہ داری کس طرح ادا کی جاسکتی ہے؟ جو کچھ ہم نے اور آپ نے کہا، جو کچھ ذمہ دار، دانا و عقلمند اور صاحبانِ فہم و فراست نے اہل بیت علیہم السلام کی مدح و ثناء اور اُن کی منقبت کے بارے میں کہا، یہ سب اِسی سوال کا جواب تھا کہ ہم کیا کام انجام دیں؟ "ہم کیا کام انجام دیں"، صرف ایک جملہ ہے لیکن یہی ایک مختصر سا جملہ ایک ضخیم کتاب کے برابر جواب رکھتا ہے۔ اگر اس کتاب کے تین جملے آپ کی خدمت میں عرض کریں تو اُن میں سے ایک یہ ہے:

پہلی بات:

کلام واشعار کے ذریعہ سامعین کے ایمان ومعرفت کو زیادہ ہونا چاہئے!

جب ہم اشعار پڑھتے ہیں تو ہمیں اس بات کی فکر ہونی چاہئے کہ یہ اشعار ہمارے سامعین اور مخاطبین کے ایمان کو زیادہ کریں۔ پس اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نہ تو ہر شعر پڑھیں گے اور نہ ہی ہر قسم کے طرزِ لحن اور سُر ودھن کا استعمال کریں گے بلکہ اس انداز سے اشعار پڑھیں گے کہ اُن کے الفاظ، معانی اور طرزِ لحن سب مل کر مجموعی طور پر سامعین کے ذہن پر اچھے اثرات مرتب کریں۔ لیکن کس چیز کے اثرات مرتب کریں؟ سامعین کے ایمان کو بڑھانے اور انہیں جلا دینے میں! البتہ واضح سی بات ہے کہ یہ بات کہنا آسان ہے، یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ انسان اکھاڑے کے باہر کھڑا ہو کر اکھاڑے کے اندر موجود لڑنے والے پہلوان کو دستور دے لیکن واقعاً عمل کرنا سخت ہے۔ آپ یہ کام بخوبی انجام دے سکتے ہیں، آپ حضرات کی آواز بہت اچھی ہے، آپ اس سلسلے میں قدرت وطاقت اور نشاط و سرور کے مالک ہیں اور جو کچھ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا آپ اُسے انجام دے سکتے ہیں۔

کلام واشعار کے معنیٰ ومفہوم اور طرزِ لحن میں جدّت پسندی ضرور ہو مگر اسلاف کی روایات کے مطابق!

میں آپ نوجوان شاعر ومداحانِ اہلِ بیتؑ اور نوحہ خوان حضرات کو اس بات کی تاکید اور سفارش کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں اپنے اسلاف کی روایات اور اُصول وقوانین کو اپنے ہاتھوں سے نہ جانے دیں اور انہی سے مربوط ومتصل رہیں۔ میں دینی اور غیر دینی مسائل میں نو آوری اور جدت پسندی کا موافق اور حمایتی ہوں، تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور جدت پسندی کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر آپ کی خواہش ہے کہ جدت پسندی میں کمال حاصل کریں تو اس نو آوری اور جدت پسندی کا حصول اسلاف کی روایات اور اُن کی تعلیمات کی روشنی کے عین مطابق ہونا چاہئے۔

''اَلْعُلٰی مَحْظُوْرَۃُ الْاَعْلٰی مَنْ بَنٰی فَوْقَ بِنَاءِ السَّلَفِی''۔ کچھ افراد مل کر ایک مکان تعمیر کرتے ہیں، آپ آکر اسی مکان پر ایک اور منزل تعمیر کرتے ہیں، دوسرا شخص آکر آپ کی تعمیر کردہ منزل پر ایک اور منزل بناتا ہے تو اُس وقت یہ مکان ایک بلند وبالا عمارت کی شکل اختیار کر جائے گا لیکن اگر ایسا ہو کہ ایک شخص ایک مکان کی تعمیر کرے، آپ آئیں اور اُسے خراب کر کے اُس کی جگہ ایک اور مکان تعمیر کر دیں، اسی اثناء میں ایک اور شخص آئے اور

آپ کے تعمیر کردہ مکان کو منہدم کر کے اُس کی جگہ ایک نیا مکان کھڑا کر دے تو یہ مکان اسی طرح ہمیشہ ایک ہی منزل کی صورت میں باقی رہے گا۔ اپنے اُستادوں، بزرگ علماء، اسلاف اور اُن تمام افراد سے سیکھیں کہ جنہوں نے اس سلسلے میں اپنے سر کے بالوں کو سفید کیا ہے اور آپ اُن سے حاصل شدہ معلومات میں اضافہ کریں۔ جدت پسندی اگر اس طرح حاصل اور نت نئے شیوے اور راستے اس طرح دریافت کیے جائیں تو بہت کارآمد اور اچھے ثابت ہوتے ہیں۔

موجودہ نسل کے نوحہ و منقبت خوان اور گانوں،

غزلوں اور قوالیوں کی دُھن پر نوحے، سلام اور منقبت!

اب موجودہ نسل کے کچھ نوجوان خواہ وہ (ایرانی اور دیگر میڈیا کے) ریڈیو اور ٹی وی پر (جائز ترانوں اور اشعار کی) گلوکاری کرنے والے ہوں (حرام گلوکاری کی بات تو چھوڑ دیئے!) کہ بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان (جائز ترانوں کی طرز/لحن اور دُھن) کی کیفیت اور شکل و صورت بھی بہت خراب ہے یا خواہ مجالس عزا میں نوحہ خوانی اور مرثیہ و سوز و سلام پڑھنے والے ہوں یا جشن اور محفل میلاد میں منقبت و سلام کے ذریعہ اظہار عقیدت کرنے والے ہوں، ایک دم سامنے آ کر یورپی موسیقی (یا انڈین و پاکستانی گانوں اور غزلوں) کی طرز/لحن اور دُھن پر نہایت بُرے اور بھونڈے انداز سے نوحہ، سلام، یا مرثیہ و منقبت کے اشعار پڑھنا شروع کر دیں! اور وہ طرز/لحن اپنائیں کہ جو فرض کیجئے کہ جو کسی مغربی (یا انڈو پاک کے کسی) گلوکار یا کسی کی تقلید کرنے والے (انڈو پاک کے کسی گلوکار) نے اپنے کسی معروف گانے یا غزل میں اپنائی ہو؛ ہم آکر اُن کی وہی طرز/لحن اور دُھن اپنائیں اور اُسے اپنی مجالس، نوحوں اور سلام و منقبت میں استعمال کریں (۱)۔

---

(۱) برا اور بھونڈا یوں کہ نوحہ، سلام اور منقبت میں یا اہل بیت علیہم السلام کی عظمت و فضیلت کا بیان ہوتا ہے یا اُن کے مصائب کا تذکرہ؛ ایک طرف اتنی عظمت و بلندی اور دوسری طرف گانوں، غزلوں اور بازاری دھن و طرز؛ کیا یہ خود اہل بیت علیہم السلام کی عظمت و فضیلت سے مذاق نہیں؟! اسی طرح نوحوں، سلام، مرثیوں اور منقبت و قصیدوں میں بعض اوقات ایسے اشعار پڑھے جاتے ہیں کہ جو آئمہ اہل بیتؑ اور شہدائے کربلا کی شان و منزلت اور مقام و مرتبہ کے نہ صرف شایان شان نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات قرآن و اہل بیتؑ کی تعلیمات کے سراسر خلاف اور نظریہ توحید کے منافی ہوتے ہیں، چنانچہ یہ علما کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ شعرا کو اِس جانب متوجہ کریں اور یہ شعراء کا فرض ہے کہ وہ اِس بارے میں علماء سے راہنمائی لیں نیز یہ نوحہ اور منقبت خوان حضرات کہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ نوحوں، منقبت اور قصیدوں کی طرزوں کو گانوں، غزلوں اور قوالیوں کی طرز اور دھنوں سے دور اور مجالس و میلاد کی روحانی فضا کو پاک و پاکیزہ رکھیں۔ (مترجم)

ان افراد نے ایرانی اصلی موسیقی کہ جس کی ایک قسم حلال بھی ہے، کو خراب کیا ہے؛ واضح رہے کہ انقلاب کی کامیابی کے بعد حالات بہتر ہوئے ہیں البتہ اس قدیم ایرانی موسیقی کی ایک حرام قسم بھی ہے اور اس میں ایرانی اور غیر ایرانی موسیقی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اب ان حالات میں ہمارا کوئی نوحہ یا منقبت خواں یا جائز ترانوں کو پڑھنے والا کوئی نوجوان ریڈیو اور ٹی وی (اور مجالس وشب بیداری اور فرش عزاء) پر آئے اور غلط اور حرام چیزوں کی تقلید کرتے ہوئے مغربی یا دوسری موسیقی یا لھو ولعب کے فنکشنوں اور محفلوں کی موسیقی کو اپنی مجالس عزا، نوحوں اور محفل میلاد میں لے آئے ! یہ بات ہرگز درست نہیں ہے اور سراسر غلط ہے۔ البتہ اچھی آواز اور خوبصورت صدا کو بُری موسیقی سے خراب کیا جاسکتا ہے اسی طرح متوسط اور نارمل آواز کو اچھی موسیقی سے اچھا بنایا جاسکتا ہے؛ موسیقی بذات خود اپنی جگہ ایک مقولہ ہے۔

دوسری بات:

ایک اچھے اور بہترین شعر کی تصدیق

اب آیئے اشعار وکلام کے مفاہیم کی جانب کہ خود یہ داستان بہت طویل ہے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ اشعار کے الفاظ کو اچھا اور بہترین ہونا چاہیے، اس لئے کہ سب افراد اچھے اشعار کو نہیں جانتے ہیں، ہر وہ شعر کہ جسے ایک ادبی ذوق نہ رکھنے والا اچھا شعر تصور کرے، اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ یہ شعر اچھا ہے! ایک شعر شناس اور ادبی ذوق رکھنے والا انسان شعر کی تصدیق کرے کہ یہ ایک اچھا اور بہترین شعر ہے۔

ایک اچھے کلام کا فائدہ اور اُس کی خصوصیات

ایک اچھے شعر اور کلام کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟ ایک اچھے کلام کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بغیر اس کے کہ ہم اور آپ کلام اور شعر اور اُس کے مفاہیم کو طرف متوجہ ہوں، وہ اپنے سامع پر بہترین اثرات مرتب کرتا ہے؛ یہ ہے ایک کلام اور شعر کا بہترین اثر وہنر! خواہ سامع اُس ہنر کے اچھے ہونے کی تشخیص نہ کرسکے لیکن وہ اپنے سامع کے ذہن وقلب پر ایک بازاری، سطحی اور اعلیٰ مفاہیم وتعلیمات سے عاری کلام وشعر سے بہت زیادہ، گہرا اور عمیق تأثر چھوڑ جاتا ہے؛ یہ ہے ایک اچھے کلام اور شعر کا فائدہ! البتہ ایک کلام اور شعر کے الفاظ کو اچھا، خوبصورت وزیبا اور مضبوط؛ اُس کے مضامین ومفاہیم کو جالب، تازہ وجدید اور غیر تکراری اور اُس کے مطلب ومعنیٰ کو کہ جو اس تمام گفتگو کی جان اور لُب لباب ہے، سبق آموز ہونا چاہیے۔

تیسری بات:

اچھے کلام کا مطلب ومعنیٰ؛ سبق آموز ہوتا ہے!

کلام واشعار کے الفاظ اور الفاظ سازی کے علاوہ ایک اور مقولہ ہے کہ جسے کلام واشعار کا مطلب ومعنیٰ کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ باتیں کہ جو آپ اپنے اشعار میں اہل بیت علیہم السلام کے عقیدت مندوں کیلئے بیان کررہے ہیں، اُنہیں درسی ہونا چاہئے تاکہ وہ اُس سے اپنی عملی زندگی میں سبق لے سکیں۔ ایک واعظ کو فرض کیجئے کہ جو منبر پر جا کر اپنی گفتگو کی ابتداء سے لے کر انتہاء تک ''فصاحت وبلاغت'' کے فن پاروں سے اپنی ''سخن'' کو زینت دے اور ''قافیوں'' اور ''بحر'' سے ''خطابت'' کو آرائش دے لیکن اپنے موضوع سے متعلق اُس کے سامعین کی معرفت وبصیرت میں ذرہ برابر اضافہ نہ ہو تو ایسے شخص نے نہ صرف اپنا وقت تلف کیا ہے بلکہ دوسروں کا وقت بھی برباد کیا؛ نوحہ خوان اور سلام ومنقبت پڑھنے والا بھی اِسی طرح ہے۔

کلام اور شعر اگر معصوم علیہ السلام کی حقیقی محبت ومعرفت کو ہمارے دل میں زیادہ اور اُس کے عمل سے شوق پیدا نہ کرے تو وہ قابل اعتراض ہے!

وہ کلام واشعار جو آپ پیش کرتے ہیں خواہ اُس کے الفاظ کتنے ہی خوبصورت کیوں نہ ہوں خواہ وہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے بارے میں ہی کیوں نہ ہوں لیکن وہ کلام واشعار ایسے مفاہیم اور مضامین پر مشتمل ہوں کہ سامعین اُس سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہ کرسکیں؛ نہ لوگوں کی اُس عظیم ہستی کی نسبت معرفت میں اضافہ ہو، نہ وہ اُس عظیم المرتبت خاتون کے توحیدی اور عرفانی مقامات سے کوئی چیز سمجھیں، نہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجاہدانہ زندگی کو اپنے لیے سرمشق قرار دیں اور نہ اُس گوہر گرانبہا کے رفتار وکردار سے جو بذات خود ایک درس ہے؛ چونکہ وہ ایک معصوم ہستی ہے اور اُس کی ایک ایک حرکت اور عمل ہمارے لئے درس اور مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے، کوئی چیز نہ سمجھیں تو ایسا کلام (شرعی) اعتراض واِشکال سے خالی نہیں ہوگا!

کلام کو مؤثر، ہدایت بخش اور جہت دہندہ ہونا چاہئے

میرے دوستو! پس آپ کی ذمہ داری بہت سخت ہے، آپ کا کام اُن بعض افراد کے خیال کے بالکل برخلاف ہے جو یہ تصور کرتے ہیں کہ ہم چار جملے اور چند اشعار یاد کرلیں اور (لوگوں کے مذہبی ودینی جذبات واحساسات سے مادی فوائد حاصل کرنے کیلئے) ایک معقول اور لوگوں کو سرگرم اور مصروف کرنے والی آواز وصدا بھی رکھتے ہوں؛ ہرگز

نہیں، آپ کا یہ کام بہت سخت ہے چنانچہ آپ کے اس کام کو ہنرمندانہ، مؤثر، ہدایت بخش اور لوگوں کو جہت دینے والا ہونا چاہیے۔

دشمن؛ قرآن واہل بیت علیہم السلام سے ہماری محبت اور ایمان کا مخالف ہے!

آج کی دنیا میں ہمیں کتنے مسائل کا سامنا ہے، ہمیں صرف امریکی دشمنی ومخالفت اور ایٹمی توانائی کا مسئلہ در پیش نہیں ہے، صحیح ہے کہ یہ مسائل بھی بہت اہم نوعیت کے حامل ہیں بلکہ آج دنیا کے تمام سیاسی وفکری مراکز اور پروپیگنڈا مشینریاں اس بات کیلئے منصوبہ بندی کر رہی ہیں کہ کس طرح اس سرزمین سے جنم لینے والے ایمان کے اس مضبوط رشتے وتعلق اور اسلامی وقرآنی اُصولوں سے پابندی کے عہدوپیمان کو اِن مومن قلوب سے باہر نکال پھینکیں۔ کیا آپ یہاں بیٹھے یہ سوچ رہے ہیں کہ زندگی کی گاڑی ایسے ہی چل رہی ہے! نہیں جناب! یہ ایک میدان جنگ وکار زار ہے؛ یہ ہمارے اِس اسلامی معاشرے اور اسلامی نظام اور اُن افراد کے درمیان ایک حقیقی جنگ ہے جو اس مقدس سرزمین سے ایمان کی جڑوں کو خشک کرنا چاہتے ہیں اور اُن کی خواہش ہے کہ ہمارے قلوب کو قرآن واہل بیت علیہم السلام کی معرفت سے خالی کردیں! اس لئے کہ یہ افراد یہ بات اچھی طرح جان چکے ہیں کہ قرآن واہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات کی بنیادوں پر قائم یہ اسلامی نظام ہمارے ظلم وستم، منافع طلبی اور استحصال کی پالیسی سے ہرگز سازگار نہیں ہے اور یہ دنیائے استکبار کی تسلط وبرتری اور اُس کے ایجنٹوں اور منافقوں کی جانب سے استعمال کیے جانے والے ہتھکنڈوں کے مقابلے میں کبھی خاموش نہیں بیٹھے گا؛ وہ اِن تمام حقائق کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ اِس بات کے درپے ہیں کہ اِس توحیدی، ولایت اہل بیت علیہم السلام، محبت ومودت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مذہبی تعلیمات کی نسبت دینی غیرت وتعصب اور ظلم وستم سے مقابلے کے عقیدے اور ظلم وظالم کو قبول کرنے کی برائی اور قباحت کو مختلف حیلوں بہانوں کے ذریعہ لوگوں کے دلوں سے باہر نکال دیں؛ اس سلسلے میں وہ مختلف قسم کے ہتھکنڈوں کو نہ صرف استعمال بھی کررہے ہیں بلکہ انہیں اپنی زبان سے بیان بھی کرتے ہیں۔

امریکی کانگریس کا کہنا ہے کہ وہ کئی ملین ڈالر کو ایران میں جمہوریت کی بحالی کیلئے استعمال کررہے ہیں! البتہ اُنہوں نے اس کا نام جمہوریت رکھا ہے؛ وہ اِس بارے میں آزاد ہیں کہ اس کام کو جو بھی نام رکھنا چاہیں رکھ لیں لیکن معلوم ہے کہ حقیقت کیا ہے؟ وہ لوگوں کے دلوں سے مضبوطی سے جمی ہوئی اور اُن کی روح وجان پر کامل تسلط رکھنے والی اسلامی نظام کی فکری اور نظریاتی بنیادوں کو ختم کرنے کے خواہاں ہیں؛ یہ ہے اُن کا ہدف اور یہ ہے اُن کی غرض۔

یہ ڈالر جو اس مقصد کے حصول کیلئے خرچ کرنا چاہتے ہیں یہ خطیر رقم بموں اور گولیوں کیلئے خرچ نہیں کی جاتی بلکہ اس خطیر رقم کا بہترین مصرف اسلامی نظام (اور مکتب تشیع) کے خلاف پروپیگنڈا اور مختلف شکلوں میں انجام پانے والے بہی مختلف کلچرل اور ثقافتی کام ہیں، بس یہ ایک جنگ ہے۔ اس جنگ میں جو طبقہ لوگوں کے ایمان و معرفت، اُن کے قلوب، آئمہ معصومین علیہم السلام کے نام نامی اور اہل بیت عصمت وطہارت علیہم السلام سے سروکار رکھتا ہے اُس کی ذمہ داری اور وظیفہ بہت سنگین ہے۔ میرے بھائیو! آپ اپنی ذمہ داری کی صحیح طرح شناخت کیجئے اور اُس سے صحیح استفادہ کیجئے۔

اتحاد بین المسلمین کا مقصد

میں نے سال رواں کی ابتداء میں امت مسلمہ کے اتحاد اور اخوت و بھائی چارگی کا مسئلہ اُٹھایا تھا؛ اتحاد بین المسلمین کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام مذاہب میں دینی تعصب بیدار نہیں ہونا چاہیے۔ آپ ایسا کوئی کام انجام نہیں دیجئے کہ جس سے کسی غیر شیعہ مسلمان کے جذبات آپ کے خلاف بھڑک اٹھیں اور وہ بھی کوئی ایسا کام انجام نہ دے کہ جس سے اُسے اپنے مذہب اور مکتب فکر کے تعصب کو آپ کے خلاف بھڑکنے کا موقع ملے کیونکہ دشمن اِسی موقع کی تلاش میں ہے۔

مسلمانوں کا باہم دست وگریباں ہونا سودمند ہے یا اُن کا اتحاد؟!

آپ ملاحظہ کیجئے کہ آج فلسطین میں دو گروہ باہم برسرپیکار ہیں! اسرائیل کیلئے اس سے بہتر اور کیا بات ہوسکتی ہے! بجائے اس کے کہ مسلمانوں کی بندوقوں کا منہ اسرائیلیوں کی طرف ہو یہ مسلمان آپس میں دست وگریباں ہیں! (صرف مسلمانوں کی ہی بات نہیں بلکہ اگر کہیں مومنین بھی خدانخواستہ باہم دست وگریباں ہوں تو) یہ بات بھی اسرائیل کیلئے ایک بہترین تحفہ ہے! اسرائیل کتنی خطیر رقم خرچ کرتا تب جا کر یہ صورتحال پیش آتی (مگر مسلمان اور مومنین مفت اور بلا معاوضہ یہ کام انجام دے رہے ہیں)! ۔ فرض کیجئے کہ لبنان میں بھی ایک گروہ سر اُٹھائے اور دوسرے گروہ سے لڑنا شروع کردے؛ امریکا اور اسرائیل کیلئے اِس سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہوسکتی ہے! اِسے بہتر ہے یا یہ کہ حزب اللہ کی مانند ایک گروہ آگے آئے اور سب اُس کے پیچھے پیچھے چل کر اسرائیل کو شکست دیں؟! واضح سی بات ہے کہ مسلمانوں کا باہمی اختلاف اُن کیلئے ایک سودمند چیز ہے۔ پوری دنیا میں یہی صورتحال موجود ہے! اگر مصر، اُردن، عراق، پاکستان، بھارت اور ترکی سمیت دیگر ممالک کے مسلمان باہر نکل کر اسلامی جمہوریہ کی حمایت میں نعرے لگائیں، کیا یہ صورتحال امریکا کیلئے بہتر ہے یا وہ یہ کام انجام دیں کہ ایک مسئلے میں اسلامی جمہوریہ اپنا ایک موقف پیش

کرے اور یہ تمام مسلمان اقوام خاموش رہیں بلکہ بعض اُس کی مخالفت بھی کریں؟ واضح سی بات ہے کہ دشمن اس دوسری صورت کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔

شیعہ سنی مذہبی اختلافات اور جذبات کو بھڑکانا؛ دشمن کا اصلی ہدف!

لیکن دشمن اپنے مقصد میں کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے؟ اور یہ کام کس طرح ممکن ہے؟ یہ کام بہت آسان ہے؛ وہ یہ کام کریں گے کہ شیعہ اور سنی مسلمانوں کے دینی اور مذہبی جذبات کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکائیں؛ وہ اہلسنت کو اس بات کا یقین دلائیں گے کہ شیعہ حضرات صحابہ کرامؓ کو سب و شتم کرتے ہیں اور یہ لوگ آپ کے مقدس افراد کو ایسا ویسا کہتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں میں جدائی اور فاصلے ایجاد کریں گے اور دشمن کی دیرینہ خواہش یہی ہے۔ جب سے شیعہ سنی اتحاد کی بات جاری ہے تو یہ اتحاد دشمن کے نشانوں کی زد میں ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ ایک گروہ ان باتوں کو نہیں سمجھتا ہے؟!

امام خمینیؒ جو اتحاد بین المسلمین کے سب سے بڑے داعی تھے لیکن اس سب اتحاد، اُخوت و بھائی چارگی کے عملی نعروں اور دستورات کے باوجود اتحاد کے تمام دعویداروں سے زیادہ آئمہ اہل بیت ﷺ کی نسبت اُن کی ولایت، اُن کا عقیدے، اظہار محبت اور عشق سب سے زیادہ تھا (اور اُن کا وصیت نامہ اُن کی اِس عقیدت و محبت کا واضح اور منہ بولتا ثبوت ہے)۔

اختلافات کو ہوا دینے والوں کو اپنی صفوں سے باہر نکال دیجئے!

اگر آپ ملاحظہ کریں کہ معاشرے میں ایسے افراد ہیں جو ان تعلیمات کے برخلاف عمل کرتے ہیں تو ایسے افراد کو اپنی محافل سے باہر نکال دیجے اور اُن سے اپنی مخالفت کا کھل کر اعلان کیجے، یہ لوگ ہیں جو اسلام کی جڑوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں بلکہ یہ لوگ مکتب تشیع کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور ان لوگوں کے اِس طرز عمل سے اسلام کو مسلسل نقصان پہنچ رہا ہے؛ یہ تمام اُمور بہت اہم مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔

آج اتحاد بین المسلمین وقت کی ضرورت اور اسلامی نظام کے نفع میں ہے اور اِس کے خلاف حرکت کرنا امریکا اور صہیونیوں کے فائدے میں ہے اور اُن تمام افراد کے حق میں ہے جو دنیائے اسلام میں اپنی جیبوں کو ڈالروں سے بھر رہے ہیں۔ بہر حال ہم خداوند عالم سے دست بہ دعا ہیں کہ وہ ہماری ہدایت فرمائے۔

دعائیہ کلمات

پروردگارا!

ان پاکیزہ وروشن دلوں اور مدح وثناء اور ذکر کرنے والی ان زبانوں پر اپنا لطف وکرم نازل فرما؛

بارالہا!

ہم سب، ہمارے شہداء، مرحومین اور امام خمینیؒ کی طرف سے حضرت فاطمہ زہراؑ پر بے شمار درود وسلام نازل فرما؛

خداوندا!

ہم کو اس ذات مقدس کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے اور اس عظیم المرتبت ہستی کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرما؛ ہماری قوم کو روز بروز سربلندی عطا فرما اور حضرت امام زمانہؑ کے قلب مقدس کو ہم سے راضی فرما۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

التماس سورۃ الفاتحہ

سیدہ فاطمہ رضوی بنت سید حسن رضوی

سید ابوذر شہرت بلگرامی ابن سید حسن رضوی

سید مظاہر حسین نقوی ابن سید محمد نقوی

سید محمد نقوی ابن سید ظہیر الحسن نقوی

سید الطاف حسین ابن سید محمد علی نقوی

سیدہ اُمّ حبیبہ بیگم بنت سید حامد حسین

حاجی شیخ علیم الدین

شمشاد علی شیخ

مسیح الدین خان

فاطمہ خاتون

شمس الدین خان

وجملہ شہداء و مرحومین ملت جعفریہ

طالبانِ دعا

سید حسن علی نقوی، حسان ضیاء خان، سعد شمیم

ذوہیب حیدر، حافظ محمد علی، مسلم جعفری

اللھم صل علی محمد و آل محمد

Hassan

naqviz@live.com